مرگِ عظیم

موت کی جرأت بے باک پہ حیراں ہوں میں
شیشۂ فکر و نظر چور ہوا جاتا ہے
ہر شگوفہ مری تخیل کا مرجھایا ہے
ہر نفس نالۂ رنجور ہوا جاتا ہے

آج وہ پھول لٹا ہے مرے گلشن کا ندیم
جس کی خوشبو سے معطر تھے بہاروں کے دماغ
موت کو راہ میں ظلمات کا اندیشہ تھا
چھین کر لے گئی ایوانِ مشیت کا چراغ

مہر سی جس کی جبیں ماہ سا جبکا چہرہ
قبلۂ اہل نظر نقشِ قدم تھے جس کے
جگمگاتے ہوئے سینے میں گدازِ قرآن
نطق و ادراک اشاروں کا حشم تے جس کے

سوگیا راہِ سیاست کا جیالا راہی
بجھ گئیں شمع فصاحت کی ضیائیں افسوس
اب ہمیں کون سنائے گا شریعت کا پیام
مٹ گئیں حسن خطابت کی ادائیں افسوس

درد میں ڈوبے سیہ پوش فلک پر بادل
آہ و ماتم کے نشان آب و الم کی دنیا
آج مٹی کا وہاں ڈھیر سا ہو گا ساغر
سرجھکاتی تھی جہاں لوح و قلم کی دنیا!

ساغر صدیقی مرحوم